© rasailojaraid.com

سے بڑھ کر اس موقف کی حقانیت اور صداقت کے حق میں اور کیا رائے دی جا سکتی ہے؟ وہ مزید فرماتے ہیں "مودودی صاحب کو قریب سے دیکھنے کے بعد طبیعت کو سخت دھکا لگا..... ایک بار قطعی مایوسی کا فیصلہ بھی کر لیا مگر دعوت کو برحق سمجھتے ہوئے دو ڈھائی سال کسی موزوں تر آدمی کی تلاش میں ناکامی کے بعد پھر طبیعت موصوف ہی کے لیے نرم ہوئی۔" (ص ۶۳۴)

دعوت اگر برحق تھی اور اس سے للٰہی تعلق بھی تھا تو یہ طرز عمل کیسے موزوں قرار پائے گا کہ کسی ایک شخص کی وجہ سے اس سے قطع تعلق کر لیا جائے جبکہ مقصد کسی شخص کے مقابلہ میں بہر صورت ارفع و اعلیٰ ہوتا ہے کسی اہل تر شخص کی قیادت میں اسے جاری رکھنا چاہیے تھا۔

(منور حسین فلاحی)

ید بیضا

ابوالمجاہد زاہد

ناشر: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز۔ نئی دہلی۔ ۲۵

طبع اول اکتوبر ۱۹۹۸۔ صفحات ۱۹۲۔ قیمت =/۸۰

زیر نظر شعری مجموعہ حلقۂ ادب اسلامی کے معروف اور بزرگ شاعر ابوالمجاہد زاہد (پ ۱۹۲۸ء) کا ہے۔ موصوف کی عمر کا بڑا حصہ مرکزی درس گاہ اسلامی رام پور میں درس و تدریس میں گزرا۔ انھوں نے نئی نسل کی ذہنی تربیت کے لیے بے حد دلکش نظمیں لکھیں ہیں جو نصاب تدریس کا جز بن گئیں۔ آج کل وہ مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز نئی دہلی کے زیر اہتمام شائع ہونے والی نصابی کتب کی ترتیب و تدوین نو میں جماعت اسلامی ہند کے شعبۂ تعلیمات کی معاونت کر رہے ہیں۔ تقریباً چالیس سال سے وہ ادارۂ ادب اسلامی کی مجلس اعلیٰ کے ایک معزز رکن ہیں۔

یہ شعری مجموعہ تین حصوں پر مشتمل ہے حصہ اول 'حرف تابندہ' کے عنوان سے ہے۔ یہ حمد، نعت اور منقبت پر مشتمل ہے۔ دوسرے حصے کا عنوان ہے "شعلۂ گل" یہ غزلوں کے لیے مخصوص ہے۔ تیسرے حصے میں 'سنگ پدہ' کے زیر عنوان نظمیں جمع کی گئیں ہیں۔ شروع میں مشہور نقاد ڈاکٹر ابن فرید نے ان کی شخصیت اور فن کا تعارف کرایا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اورادارۂ ادب اسلامی کے صدر ڈاکٹر سید عبدالباری شبنم سبحانی نے ان کے فکر و فن پر مبسوط تبصرہ کیا ہے۔

ابوالمجاہد زاہد کے کلام کی قدر و قیمت متعین کرنے کے لیے ابن فرید کی یہ شہادت کافی ہے " ان کا فنی کمال الفاظ کا برمحل استعمال، مضامین شعر کو برجستگی کے ساتھ پیش کردینے پر عبور، علمی تبحر اور ذہنی بالیدگی ان کے کلام کی پختگی کی ضامن ہے۔ ان کو فن شعر پر کمال حاصل ہے ۔ وہ جس حد تک فنی نزاکتوں پر عبور رکھتے ہیں اسی قدر انھیں زبان شعر کو برتنے کا سلیقہ آتا ہے"۔ (ص۱)

زاہدؔ کے کلام میں شعر کے جملہ لوازم کے اہتمام کے ساتھ اسلامی اقدار اور تعلیمات کی بھرپور ترجمانی پائی جاتی ہے ۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:۔

ایک ہو جائیں تو بن سکتے ہیں خورشید مبیں
ورنہ ان بکھرے ہوئے تاروں سے کیا کام بنے

تیا شجر سے ٹوٹ کے بے وزن ہو گیا
اڑنے لگا جدھر بھی اڑانے لگی ہوا

لوگ چن لیں جس کی تحریریں حوالوں کے لیے
زندگی کی وہ کتاب معتبر ہو جانیے

ظلم کو ظلم کہہ رہے ہیں ہم
اس لیے ظلم سہہ رہے ہیں ہم

وہ اپنے کلام میں عصر حاضر کے سلگتے ہوئے مسائل پر مبصرانہ نگاہ ڈالتے ہیں بقول ڈاکٹر عبدالباری " طنز کی نشتریت ماحول کے کرب اور فضا کی کثافتوں کا شدید احساس اور طرح طرح کی حکیمانہ نکتہ طرازیاں ان کے کلام میں موجود ہیں"۔ (ص۲) چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

پھر بھی ہے بہت فاصلہ دونوں کے دلوں میں
دیوار سے دیوار پڑوسی کی ملی ہے

یوں کر رہے ہیں لوگ نمائش خلوص کی
جیسے یہاں کسی کو کوئی جانتا نہ ہو

میں گرا تو وہ بڑھا مجھ کو اٹھانے کے لیے
بھیڑ میں دانستہ خود جس نے مجھے دھکا دیا

شرط ہے زاہد شعورِ منزلِ مقصود بھی
ہر ہجوم رہرواں کو کارواں کہتے نہیں

ساحر کی رسیوں سے وہی لوگ ڈر گئے
جو بھیڑ میں کھڑے تھے کلیمی عصا لیے

اس خوبصورت اور قابل قدر شعری مجموعہ کی اشاعت پر میں مرکزی مکتبہ اسلامی کے ذمہ داروں کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ امید ہے ادبی حلقوں میں اس کی پذیرائی ہوگی۔

(محمد رضی الاسلام ندوی)

© rasailojaraid.com